www.kzine.in

ہفتہ وار

کے زئن

بے لاگ تبصروں پہ مبنی کشمیر کا واحد جریدہ

VOL: 1 EDITION:6 | NOVEMBER 2021

اراضی کی بندر بانٹ

ارب پتی تاجر فہد زرو نے کرال سنگری میں 674 کنال جنگلات/ریاستی اراضی پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

فہرست

04
اراضی کی بندر بانٹ

18
ہارون میں زمین پر قبضہ کیسے شروع ہوا

12
ہارون میں بالا تازیریں زمین پر قبضہ
ہارون پیسے والوں کیلئے کیسے اہم بن گیا

28
کشمیر میں دہشت گردی کی شکست کیلئے
مضبوط سول سوسائٹی کی ضرورت

20
کشمیر پر پاکستان کی دوہری حکمت عملی سے انکار کا دعویٰ

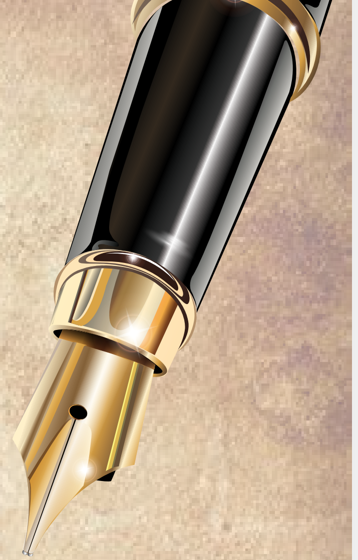

بہاریں لوٹ آئیں گی

UTانتظامیہ رواں موسم سرما میں پلیڈیم سنیما کو بحال کرے گی

کشمیر کی شان رفتہ کو بحال کرنے کے لیے، ایل جی شری منوج سنہا نے رواں سال اگست میں جموں و کشمیر کی فلم پالیسی کا آغاز کیا۔ ایل جی انتظامیہ کے معتبر ذرائع کے مطابق حکومت سری نگر کے قلب لال چوک میں واقع مشہور پلیڈیم سنیما کو دوبارہ کھولنے پر غور کر رہی ہے۔

سینما گھروں کی بحالی کا فیصلہ ترجیحی بنیادوں پر لیا گیا تھا، کیونکہ ماضی میں سینما گھر وادی میں تفریح کے بہترین ذرائع میں سے ایک ہوا کرتے تھے، اور یہ مقامی معیشت کو بھی فروغ دینے میں مدد کرتے تھے۔ کشمیر کی سخت سردیوں کے دوران، لوگ عام طور پر بیکار ہوتے ہیں اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارنے کے لیے طویل فرصت کے اوقات دستیاب ہوتے ہیں اور بوریت سے وقفہ لینے کے لئے سینما گھر ایک پسندیدہ آپشن ہے۔ ہمارے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ٹھیک کہا تھا کہ "ہندوستان میں فلموں کا اثر اخبارات اور کتابوں کے مشترکہ اثر سے زیادہ ہے۔"

ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ حکام کشمیر میں سینما گھروں کی اپ گریڈیشن اور تزئین و آرائش پر کام کر رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی اور سہولیات کو بڑھایا جارہا ہے۔ سینما ہال کھلنے سے کشمیر پر بہت زیادہ مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ 1990 کی دہائی کے بعد سے، کشمیریوں نے تنازعات کا خمیازہ اٹھایا ہے اور وہ کئی طریقوں سے ویران محسوس کر رہے ہیں، باقی ملک اور بیرونی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں۔ سینما گھر کشمیریوں کو عام اور خوش حال دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مدد کریں گے۔ کشمکش سے تنگ آکر ہم ہنسنا بھول گئے ہیں۔ سینما جانے کی خوشی ہمیں دوبارہ وہ وہی خوشی کا مقام دلائے گی جس سے ہم تین دہائیوں قبل آشنا تھے۔

بشیر اسد

ارب پتی تاجر فہد زرو نے کرال سنگری میں 674 کنال جنگلات/ریاستی اراضی پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

اراضی کی بندر بانٹ

کیا یہ سچ ہے کہ کشمیر کے ارب پتی تاجر فہد نذیر زارو نے گگری بل جنگلات میں کرال سنگری میں قریب 674 کنال جنگلاتی /ریاستی اراضی پر غیر قانونی طور قابض ہے؟

سرکاری افسران نے "کے زین" کو بتایا کہ فہد زارو اراضی پر ناجائز طور قابض ہے، وہاں کام کرنے والے مزدوروں کے مطابق وہ خضر گروپ آف کمپنیز کے لئے کام کرتے ہیں اور زمین کا مالک فہد زارو ہے۔حکام نے "کے زین" کو بتایا کہ زارو نے کرال سنگری میں جنگلات اور محصولات کے محکموں کے کچھ اہلکاروں کی ملی بھگت سے جنگلاتی/ ریاستی اراضی کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا ہے۔ پولیس نے نوٹس لیتے ہوئے مذکورہ شخص کی سرکاری اراضی پر قبضے کی کوشش ناکام بنادی اس سلسلے میں، تھانہ نشاط کے ایس ایچ او نے ایف آئی آر 113 /زیر دفعہ 21 /،s 188 447IPC درج کی ہے۔

ابتدائی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ فہد زارو نے حکومت سے کروڑوں روپے کی زمین کا فراڈ کرنے کی کوشش کی پولیس ذرائع کے مطابق زارو نے جعلی دستاویزات پیش کرکے زمین کی ملکیت کا دعویٰ کیا ہے۔زارو خضر گروپ آف کمپنیز کے مینجنگ ڈائریکٹر ہے۔ وہ خضر ایلیگینٹلی ٹائم لیس، خضر ہاسپیٹیلیٹی پرائیویٹ لمیٹڈ میں مینجنگ ڈائریکٹر، خضر ایگرو پرائیویٹ لمیٹڈ میں مینجنگ ڈائریکٹر اور رائل خضر ہوٹلز اینڈ ریزورٹس پرائیویٹ لمیٹڈ میں ڈائریکٹر ہیں۔ وہ شنکر آچاریہ پہاڑی سلسلے کے دامن میں قائم آر کے سروور پورٹیکو کے شریک مالک بھی ہے، فی الوقت زارو عرب امارات کے شہر مسقط میں مقیم ہے۔

غیر قانونی طور پر قبضہ شدہ اراضی پر تعمیرات

سرکاری اہلکاروں نے نام اور شناخت مخفی رکھنے کی شرط پر "کے زین" کو بتایا کہ کہ زارو نے نہ صرف مذکورہ اراضی پر غیر قانونی قبضہ جمایا بلکہ وہاں تعمیری سرگرمیاں بھی شروع کردیں ۔ ان اہلکاروں کا کہنا تھا کہ تعمیراتی کام کے لئے چیڑ، دیودار اور اخروٹ کے بے شمار درخت کاٹے گئے ، دعوے کی حقیقت جاننے کے لئے "کے زین" ٹیم جب جائے وقوع پر معائنے کے لئے پہنچی تو وہاں درجنوں درختوں ،جنہیں کاٹ دیا گیا تھاکے محض تنے پائے گئے ۔معاملے کی پول کھل جانے کے بعد فوری طور پر کاٹے گئے درختوں کو نامعلوم جگہ پر منتقل کیا گیا، اس لئے شواہد اکھٹے نہیں کئے جاسکے۔صنوبر (Pine) شاہی درخت مانا جاتا ہے جبکہ اخروٹ کے درخت کو قانونی تحفظ حاصل ہے اور مخصوص درختوں کے زمرے میں آتا ہے۔ قوانین کے مطابق، شاہی اور مخصوص زمرہ جات کے درختوں کو نجی زمین پر موجود ہونے پر بھی کاٹا نہیں جا سکتا۔ پبلک سیفٹی ایکٹ کا سیکشن 8 ڈپٹی کمشنر یا ڈویژنل انتظامیہ کو جنگلات کے اسمگلروں کے خلاف تحقیقات کا اختیار دیتا ہے۔لیکن اس معاملے وہاں بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

محکمہ جنگلات الجھن کا شکار کیوں؟

ایسا لگتا ہے کہ محکمہ جنگلات جموں و کشمیر کے افسران کرال سنگری میں زمین پر غیر قانونی قبضے کے سلسلے میں مخمصے کے شکار ہیں۔ "کے زین" کے ساتھ بات چیت میں، افسران نے یہ کہہ کر زمین پر قبضے کے اسکینڈل کی ذمہ داری سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی کوشش کی کہ یہ علاقہ ان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر سید عابد نے "کے زین" کو بتایا کہ جس علاقے میں کٹائی یا تعمیر کی گئی ہے وہ جنگلاتی اراضی نہیں ہے۔ ڈی ایف او نے کے زین کو بتایا کہ "یہ علاقہ ملکیتی زمین ہے۔"

اگر یہ ملکیت کی زمین ہے تو یہاں انہدامی کارروائی کیسے ہوئی؟ نیز دیودار اور اخروٹ کے درخت بھی ملکیتی اراضی پر موجود ہوں تو انہیں کاٹا نہیں جاسکتا۔جب اس بارے میں مذکورہ آفسر سے سوال کیا گیا تو ڈی ایف او سید عابد نے "کے زین" کو بتایا، "پولیس ڈیپارٹمنٹ اور LCMA (جھیل کنزرویشن اینڈ مینجمنٹ اتھارٹی) اس کا بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ جنگل کی زمین کے اپنے حد بندی بورڈ ہیں، اور آپ جس علاقے کا ذکر کر رہے ہیں وہ ان حدود سے باہر ہے۔جب "کے زین" ٹیم نے علاقے کا دورہ کیا تو محکمہ پولیس، ڈپٹی کمشنر آفس اور وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ کے افسران وہاں موجود تھے۔ محکمہ جنگلات کے رینج آفیسر نے کہا کہ کل رقبہ جس پر غیر قانونی طور پر قبضہ کیا گیا ہے اس میں تقریباً 674 کنال سرکاری اراضی شامل ہے جس میں سیکشن 4 (کاہچرائی) اور سیکشن 5 (شاملات) اراضی شامل ہے۔

سیکشن 4 (گھاس، کاہچرائی زمین): لوگ اس زمین کو صرف ڈھور ڈنگر چرانے کے مقاصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں لیکن تعمیرات اور زرعی مقاصد کے لیے نہیں۔ اس زمین پر کسی فرد کی کوئی قانونی ملکیت نہیں ہے۔دفعہ 5 : یہ ملکیتی زمین سے متصل زمین ہے جو درختوں کے سائے تک محدود ہے۔ سیکشن 5 اراضی ملکیت کی زمین میں اس مقام تک شامل ہے جہاں کچھ درخت کھڑے ہو سکتے ہیں۔

حکام نے "کے زین" کو بتایا کہ زارو نے کرال سنگری میں جنگلات اور محصولات کے محکموں کے کچھ اہلکاروں کی ملی بھگت سے جنگلاتی / ریاستی اراضی کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا ہے۔ ابتدائی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زارو نے سینکڑوں کروڑ روپے کی سرکاری اراضی پر قبضہ کر کے حکومت کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ پولیس ذرائع کے مطابق زارو نے جعلید ستاویزات پیش کر کے زمین کی ملکیت کا دعویٰ کیا ہے

فہد زارو کی پشت پر صاحب اختیاروں کا ہاتھ

اس پیش رفت کا تعلق 2016 سے ہے۔ فہد زارو کا اس وقت کے وزیر سیاحت تصدق مفتی سے قریبی تعلق تھا جو اس وقت کی وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی کے بھائی ہیں۔ ذرائع کے مطابق، زارو نے حکومت کو ٹیولپ گارڈن کے بالکل اوپر کرال سنگری کے جنگلات میں ایک سیاحتی گاؤں قائم کرنے کی تجویز دی۔ تصدق مفتی نے پہلگام میں آڑو جیسے مشہور سیاحتی مقام پر زمین کے بڑے حصے خریدے تھے۔ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ تصدق نے زارو کی سیاحتی گاؤں کی تجویز پر اتفاق کیا کیونکہ ان کے درمیان قربت اور مشترکہ دلچسپی تھی۔ وزیر سیاحت کے طور پر تصدق مفتی کے غیر رسمی طور پر باہر نکلنے کے بعد بھی، زارو نے اس تجویز کو منظوری دلانے کے لیے اپنے تمام وسائل کا استعمال کیا۔ یہ تجویز بعد میں پھنس گئی کیونکہ اسے مختلف محکموں سے منظوری درکار تھی جو نہیں مل پا رہی ہے۔

تعمیراتی سرگرمیاں ۲ ماہ سے جاری

کرال سنگری کے رہائشیوں نے "کے زین" کو بتایا کہ اس زمین پر پچھلے دو ماہ سے تعمیرات جاری ہیں۔ مکینوں کا کہنا تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ محکمہ جنگلات کو ان تجاوزات کے بارے میں اور اس علاقے میں داخل ہونے والے گیٹ کی رکاوٹ کے بارے میں بھی علم نہ ہو۔ مین روڈ سے گیٹ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ایک سرکاری اہلکار نے جو اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا نے "کے زین" کو بتایا کہ فہد زارو کی جانب سے زمین کی ملکیت کا دعویٰ کرنے والی دستاویزات کو ہم نے ضبط کیا ہے۔مذکورہ اہلکار نے بتایا کہ زارو کرال سنگری میں 674 کنال اراضی کی ملکیت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس میں سے 100 کنال جنگلاتی اراضی ہے جس پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے۔ اہلکار نے یہ بھی بتایا کہ حکومت کی جانب سے زارو کو 574 کنال پٹے پر دی گئی تھی۔اہلکار یہ نہیں جانتا تھا کہ آیا زارو کے پاس پٹے کے لیے قانونی دستاویزات ہیں، یا اس سے زمین کس نے پٹے پر دی تھی۔

جھیل کنزرویشن اینڈ منیجمنٹ اتھارٹی (LCMA) کی طرف ڈھانچوں کا انہدام چشم شوئی

جب تعمیراتی سرگرمیاں ممنوعہ جنگلاتی علاقے کے ارد گرد کی گئی تھی، تو LCMA نے لوہے کے چند کھمبے اور باڑ کو گرا دیا۔ واضح رہے کہ ایل سی ایم اے نے فہد زارو کے خلاف یا کسی نامعلوم مجرم کے خلاف شکایت درج نہیں کرائی۔ "کے زین" نے اس سلسلے میں LCMA انفورسمنٹ آفیسر DySP عبدالعزیز قادری سے رابطہ کیا تو قادری نے کہا، "میں طبی چھٹی پر ہوں۔ براہ کرم کسی اور افسر سے پوچھیں اور اپنی ذمہ داری سے پلو جھاڑ دیا۔" "کے زین" نے ایک اور انفورسمنٹ آفیسر DySP زاہد سے جب رابطہ کیا تو انہوں نے کہا، "میں آپ کے سوالات کا جواب نہیں دے سکوں گا۔ یہ علاقہ قادری صاحب کے ماتحت آتا ہے۔ اس نے کل اپنی ٹیم بھیجی تھی پولیس اور محکمہ جنگلات کے افسران بھی موجود تھے۔ انہوں نے اعتراض اٹھایا کہ کچھ کھمبے اور باڑ غیر قانونی ہے تو ہماری ٹیم نے انہیں گرا دیا۔ ابھی تک، ہم نے صرف کچھ پول مسمار کیے ہیں۔ باقی کی تصدیق محکمہ جنگلات اور محکمہ مال کے اہلکار کے ذریعے کی جائے گی - کہ آیا زمین قانونی طور پر زیر قبضہ ہے یا غیر قانونی طور۔

ایل سی ایم اے نے غیر قانونی تعمیرات اور تجاوزات کی ایف آئی آر کیوں درج نہیں کی؟ ڈی وائی ایس پی زاہد نے جواب دیا کہ ایف آئی آر صرف بڑی تعمیرات کے حوالے سے درج ہوتی ہے۔ ڈی وائی ایس پی زاہد کے مطابق تقریباً دو سے تین کنال اراضی پر کھمبے اور باڑ گرائی گئی۔ LCMA کی طرف سے کھمبوں کی مسماری اور باڑ لگانے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زمین پر غیر مجاز تنصیبات تھیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ محکمہ نے قیمتی سرکاری اراضی پر ناجائز قبضوں کے حوالے سے کوئی ٹھوس کارروائی شروع نہیں کی۔ علاقے کا دورہ کرنے والے ایک پولیس افسر نے بتایا کہ زارو اور ان کی ٹیم نے زمین پر کچھ ہٹ تعمیر کئے ہیں۔ LCMA نے ایک ہٹ کی صرف ایک کھڑکی اکھاڑ لی ہے۔ دوسرے ڈھانچے جوں کے توں کھڑے ہیں

خضر گروپ کے کارکن موقع پر موجود!

فیاض احمد، جو خضر گروپ کے ساتھ کام کرتے ہیں، اس وقت موقع پر موجود تھے جب ڈی سی اور محکمہ مال، محکمہ جنگلات، محکمہ وائلڈ لائف اور ایل سی ایم اے کے افسران نے کرال سنگری کا دورہ کیا تاکہ ان کے دائرہ اختیار میں زمین پر ہونے والی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیا جا سکے۔ .فیاض نے "کے زین" کو بتایا، انہیں یہاں کوئی تعمیراتی سامان یا مزدور نہیں ملا تاہم حکام نے ہمیں بتایا کہ حدود میں کوئی تار کی باڑ نہ لگائی جائے۔ ہمارے پاس صرف ثمر بار درخت ہیں۔ ہمارے یہاں دیودار کا کوئی درخت نہیں ہے۔ سینکڑوں کنال اراضی جوزرعی زمین ہے، فہد زارو کی ملکیت ہے۔ فیاض نے مزید کہا کہ یہاں جو ہٹ تعمیر کی گئی ہیں وہ سیاحوں کے لیے ہیں، لیکن وہ ابھی تک فعال نہیں ہیں۔ جب "کے زین" کی طرف سے پوچھ تاچھ کی گئی تو، اس علاقے کی نگرانی کرنے والے سیکیورٹی گارڈ نے کہا کہ یہاں انہدامی سرگرمی نہیں ہوئی "یہاں سے کچھ تاریں ہٹا دی گئی تھیں۔ باؤنڈری کی تاریں ہٹانے والوں نے کہا کہ یہ جنگل کی زمین ہے اس لیے اس پر کسی بھی طرح باڑ نہیں لگائی جا سکتی۔

سرور پورٹیکو میں UT انتظامیہ کا میڈیا سنٹر

اگست 2019 میں، ڈویژنل انتظامیہ نے آرٹیکل 370 کی منسوخی کے بعد انٹرنیٹ پر پابندی کے تناظر میں آر کے سرور پورٹیکو میں ایک میڈیا سنٹر قائم کیا۔ اس دوران، زارو نے کرال سنگری کے نازک جنگلات میں سیاحتی ہٹ بنانے کے لیے اپنی کوششوں کی ازسر نو تجدید کی۔ اس وقت کے ڈویژنل کمشنر کشمیر بصیر خان، ڈپٹی کمشنر سری نگر شاہد چودھری، ڈائریکٹر انفارمیشن ڈاکٹر سحرش اصغر، آئی جی منیر خان نے سرور پورٹیکو میں میڈیا سنٹر قائم کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اسے کیمپ آفس بھی بنایا، اس طرح سرور پورٹیکو کو بہت زیادہ مالی فائدہ پہنچا۔ ذرائع کے مطابق فہد زارو نے ان افسران سے گہرے روابط کی وجہ سے سیاحت اور ٹور اینڈ ٹریول انڈسٹری میں کئی ٹھیکے حاصل کیئے۔ ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اُس وقت کے ڈی سی سری نگر شاہد چودھری کے قبضے میں کئی کروڑ روپے کا کالا دھن فہد زارو کے ذریعے وائٹ منی میں تبدیل کیا گیا تھا۔ انٹیلی جنس ایجنسیاں صاس معاملے کی تحقیقات کر رہی ہیں۔ "کے زین" اس گھوٹالے کی تفصیلات اگلے ایڈیشن میں شائع کرے گا

عہدیداروں کا اظہار لاعلمی

شاہد چودھری اور بصیر خان نے بارہا رابطہ کرنے پر بھی جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کی یہاں تک کہ ان حضرات نے ایس ایم ایس کا بھی جواب نہیں دیا

کے زین نمائندے نے جب ڈاکٹر سحرش اصغر سے پوچھا کہ یوٹی انتظامیہ کے میڈیا سنیٹر کے لئے سرور پورٹیکو کو کتنی رقم ادا کی گئی اور میڈیا سینٹر کے انتخاب کے لئے کونسا پیمانہ مقرر کیا گیا تھا جو قرعہ فال سرور پورٹیکو کے نام نکلا تو انہوں نے معاملہ فائنانس محکمے کے ساتھ اٹھانے کا کہتے ہوئے کہا کہ مجھے اس بارے میں کوئی علمیت نہیں۔

اس بارے میں پوچھے جانے پر منیر خان نے بتایا کہ میں اس وقت اے ڈی جی پی امن و حفاظت تھا۔ میں اس بارے میں کیسے واقف ہوسکتا ہوں۔ یہ میرے دائرہ کار نہیں آتا یہ سب محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے منتخب کیا میرا اس میں کوئی رول نہیں تھا۔

کے زین ٹیم نے جب استفسار کیا کہ اے ڈی جی پی امن و سیکورٹی کی حیثیت سے آپ نے محسوس تو کیا ہوگا کیونکہ پوری وادی میں انٹرنیٹ سہولیات سیکورٹی خدشات کے پیش نظر معطل تھیں اور یہ سہولیت صرف میڈیا کو مہیا کی گئیں تھیں منیر خان نے جواب میں محلمہ پولیس کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔

ہارون میں بالا تا زیریں زمین پر قبضہ
• کھیسہ کھولو، زمین لے لو
• ہارون پیسے والوں کیلئے کیسے اہم بن گیا

سری نگر کے ہارون کے دامن میں، 2016 سے جب محبوبہ مفتی جموں و کشمیر کی وزیر اعلیٰ تھیں، خفیہ طور پر ریاستی زمین پر بڑے پیمانے پر قبضے کا آغاز ہوا۔ یہ تجاوزات اعلیٰ پائے سے شروع ہوئیں۔ بصیر خان، اس وقت کے ڈویژنل کمشنر اور منیر خان، اس وقت کے آئی جی پی کشمیر، اس وقت کی وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی کے قریبی تھے، اور ان کے اندرونی خاندان کا بھی حصہ تھے۔ بصیر خان اور منیر خان نے مفتی کے لیے زمین پر قبضے کی سہولت فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بصیر خان نے زمین کا عنوانتبدیل کر کے سرکاری زمین پر ناجائز قبضے کو قانونی شکل دی۔ اس طرح سری نگر کے اشرافیہ کی طرف سے اس زمین پر مزید قبضے کے لیے بند کھول دیئے گئے۔

ہارون میں زمین رکھنے والے کچھ لوگوں کی فہرست

۱. **غلام حسن میر**، لال بازار کے تاجر، سید پورہ، ہارون میں 150 کنال سیب کا باغ

۲. **محمد ایوب ڈار** حبک سے، سید پورہ، ہارون میں 50 کنال

۳. **انسپکٹر ایوب راتھر کا بھائی**، دارا مرگ، ہارون میں 50 کنال

۴. **شاہد چوہدری**، سابق ڈپٹی کمشنر، سری نگر، فقیر گجری میں 15 کنال اور نشاط میں تین کنال

۵. **اصغر سامون**، چار کنال دارا ہارون

۶. **نجیب احمد**، تاج محی الدین کے سابق پی آر او، دارا باغ میں آٹھ کنال

۷. **نذیر میر**، تاجر اور ریٹائرڈ اے ڈی جی پی منیر خان، تقریباً 350 کنال کی مشترکہ جائیداد، چھترہامہ نزد سید پورہ

۸. **نسیمہ لنکر**، سابق بیوروکریٹ، سید پورہ میں 90 کنال، بشمول مہاجرین کیکچھ جائیداد

۹. **شبیر قادری**، تاجر، سید پورہ میں 100 کنال

۱۰. **انجینئر نسیم خان**، تھید اور ملنار کے درمیان 100 کنال سے زیادہ کا باغ

۱۱. **فاروق رینزو**، ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر، داچھی گام کے قریب 15 کنال

۱۲. **فاروق شاہ**، ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر، دارا میں 20 کنال، چند پورہ میں گھر کے ساتھ تین کنال اور اشبر میں آبپاشی نہر کے قریب 10 کنال۔

۱۳. **خضر محمد میر**، تاجر، سید پورہ میں 150 کنال

۱۴. **عباس (کٹار)**، سید پورہ میں 80 کنال

۱۵. **کامران** (نیوز ایڈیٹر)، دارا میں 50 کنال

کشمیر میں زمینوں پر قبضے کی طویل تاریخ

پچھلے 30 سالوں میں، کشمیر میں لینڈ مافیا نے خطے کے دہشت گردی کے ماحولیاتی نظام میں اثاثوں کی کاشت اور پرورش کی ہے۔ دہشت گردی کے ماحولیاتی نظام میں موجود ان اثاثوں کو لینڈ مافیا ضرورت پڑنے پر استعمال کرتا ہے۔ ایسے سینکڑوں واقعات ہیں جہاں لینڈ مافیا نے عسکریت پسند تنظیموں میں اپنے اثاثوں کی مدد سے ایک خاص مقصد کے لیے جان بوجھ کر پورے کشمیر میں لاقانونیت پیدا کی۔ امن و امان کی صورتحال کو ایک پہلو کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، مافیا نے بڑے پیمانے پر زمینوں پر قبضے یا جنگل کے درختوں کی کٹائی کی۔ پچھلی تین دہائیوں کے دوران کشمیر میں لکڑی کی اسمگلنگ پروان چڑھی ہے اور پوری وادی کشمیر میں ہزاروں ایکڑ ریاستی اراضی کو لینڈ مافیا نے ہتھیا لیا ہے۔

مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی حوالہ رقم کو مافیا نے غیر منقولہ املاک میں لگایا۔ دیہی علاقوں میں، خاص طور پر کشمیر کے مشہور سیاحتی مقامات اور اس کے آس پاس، لینڈ مافیا نے جنگلات کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر تجارتی مقاصد کے لیے جنگلات اور ریاستی اراضی پر قبضہ کیا۔

شہری مراکز جیسے سری نگر میں، علیحدگی پسندوں کی طرف سے بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر جائیداد کے کاروبار میں حوالہ رقم کی سرمایہ کاری کی گئی۔ سری نگر، اننت ناگ اور جموں کے مضافات میں بھی بڑی تعداد میں غیر منظور شدہ نئی کالونیاں بنیں۔

دوسری طرف، جماعت اسلامی جیسے انتہا پسند مذہبی گروہوں نے سکولوں اور مدرسوں کا ایک بڑا نیٹ ورک قائم کرنے کے لیے پوری وادی کشمیر میں خالصہ سرکار اراضی پر قبضہ کر لیا۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ کشمیر میں گزشتہ 30 سال کے ہنگامے میں دو طرح کے لوگ پروان چڑھے۔ ایک گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو علیحدگی پسند سرگرمیوں سے بالواسطہ یا بلاواسطہ جڑے ہوئے تھے۔ دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے سرکاری زمینوں پر قبضہ کیا۔ بتدریج زمینوں پر قبضے کو لاقانونیت اور پتھراؤ کے واقعات سے مدد ملتی ہے جو ان علاقوں میں پیدا ہوئے تھے۔

2016 کے ایجی ٹیشن کے دوران، کشمیر کے لینڈ مافیا نے سری نگر شہر کے بہت سے علاقوں میں لاقانونیت پیدا کی جیسے آنچار، صورہ وغیرہ۔ مافیا رات کے وقت آبی زمینوں کو بھرنے کا کام کرے گا۔ دن کے وقت، نام نہاد پتھر باز سڑکوں پر گشت کرتے اور ان زمینوں پر قبضے کے محافظ بنے رہتے۔ بدنام زمانہ لینڈ مافیا کی ایماء پر 2016 کے ایجی ٹیشن کے دوران آنچار ویٹ لینڈ، خوشحال سر اور اس کے آس پاس بھاری پتھراؤ دیکھا گیا۔ یہاں بڑے پیمانے پر زمینوں پر قبضے کی سہولت کے لیے پتھر بازی کا راستہ اختیار کیا گیا تھا۔

مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی حوالہ رقم کو مافیا نے غیر منقولہ املاک میں لگایا۔ دیہی علاقوں میں، خاص طور پر کشمیر کے مشہور سیاحتی مقامات اور اس کے آس پاس، لینڈ مافیا نے جنگلات کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر تجارتی مقاصد کے لیے جنگلات اور ریاستی اراضی پر قبضہ کیا

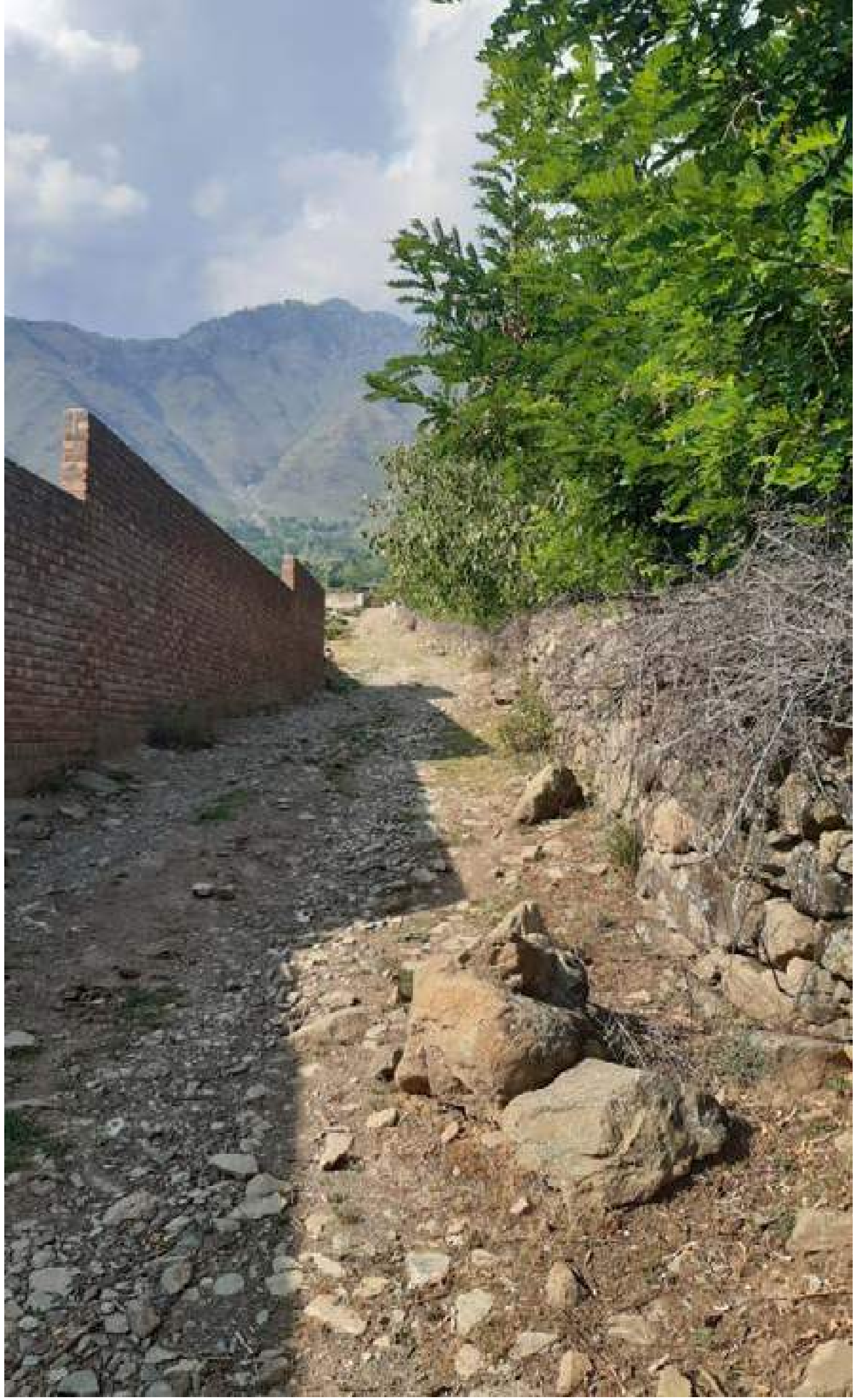

ہارون میں زمین پر قبضہ کیسے شروع ہوا

میڈم مفتی کے لیے قوانین تبدیل، باقیوں نے پیروی کی

جموں و کشمیر میں پی ڈی پی کے دوسرے دور حکومت کے دوران، محبوبہ مفتی اور ان کے طاقتور خاندان نے ہارون کے سید پورہ چھترہامہ علاقے میں رہائش گاہیں تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ تقریباً 30 فیصد زمین خریدی گئی اور 70 فیصد زمین ان کی رہائش کے لیے غیر قانونی طور پر ہتھیائی گئی۔ پراجیکٹ ہارون کے لیے محبوبہ کے منڈلی میں شامل ہونے والوں میں پیکس آٹو پرائیویٹ لمیٹڈ کے ایم ڈی اور سی ای او بلدیو سنگھ شامل تھے۔ کنول اسپائسز کے مالک فاروق امین۔ ایس ایس پی اعجاز بٹ اور سابق اے ڈی جی پی منیر خان۔ قبل ازیں یہ سبھی سی ایم صوابدیدی فنڈ سے فراڈ ٹرانسفر میں ملوث تھے۔ اب وہ ہارون کے اہم علاقوں میں زمینوں پر قبضے کے لیے محبوبہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ محبوبہ اینڈ کمپنی نے منصوبے کے ایک حصے کے طور پر ہارون میں ملکیتی زمین خریدی۔ اس کے علاوہ طاقتور اور بااثر گروہ نے ہارون میں کاہچرائی اراضی اور سرکاری زمینیں بھی خرید لیں۔ ریاستی قوانین کے مطابق، یہ مشترکہ زمینیں فروخت یا خریدی نہیں جا سکتیں۔ اس وقت کے ڈویژنل کمشنر سری نگر بصیر خان نے تحصیلدار ہارون ڈاکٹر ہارون رشید کی مدد سے محبوبہ اینڈ کمپنی کو کاہچرائی زمینیں اور سرکاری زمینیں دستیاب کرائی تھیں۔ ڈویژنل کمشنر اور تحصیلدار کی نگرانی میں اس زمین کا عنوان تبدیل کر دیا گیا۔ یہ کاہچرائی اراضی غیر قانونی طور پر خسرہ نمبر 1096 اور 1097 تک بڑھائی گئی تھی جو کہ اصل میں صرف ملکیتی اراضی پر مشتمل تھی۔ مارچ 2020 میں ڈاکٹر ہارون رشید نے ہارون کے تین علاقوں میں 45 کنال سرکاری اراضی کو غیر قانونی قبضے سے واگزار کرایا۔ یہ مہم مقامی لوگوں تک محدود تھی۔ اس کا مفتی اینڈ کمپنی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ ریونیو افسران کے مطابق، دستاویزات اس حد تک غلط ثابت ہوئے ہیں کہ اب وہ اس علاقے میں ملکیت کی زمین اور دفعہ پنج (سیکشن 5) یا گھاس چرائی (سیکشن 4) کے تحت زمین کے درمیان حد بندی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ محبوبہ مفتی کی زمین ان کی بہن ڈاکٹر محمودہ سید کے نام پر رجسٹرڈ ہے جو امریکہ میں رہتی ہیں۔ مفتی کے قریبی رشتہ دار کے اے ایس افسر ریاض احمد نے زمین کی خریداری میں ان کی مدد کی۔

کشمیر پر پاکستان کی
دوہری حکمت عملی
سے انکار کا دعویٰ
تربیت یافتہ
دہشت گردوں کے
سرحدی حملے
مقامی نوجوانوں کے
فدائین حملے

سرحد پار بیٹھے دہشت گردوں کے آقا آج کل معصوم کشمیری عسکریت پسندوں کو فدائین بنانے کی کوششوں میں ہے اور یہ سارا کام آن لائن ہورہا ہے جس کے لئے سائبر سپیس کا استعمال ہورہا ہے ، ان فدائین کو تیار کرنے میں سب سے پہلے ان کی برین واشنگ کرکے ان میں بنیاد پرستی کاوائرس داخل کیا جاتا ہے ۔ پاکستانی آقاوں تک ایسے نوجوان، جنہیں فدائی دہشت گرد بنایا جاسکتا ہے کی معلومات مقامی پیادے پہنچا دیتے ہیں ۔گزشتہ ہفتے انسپکٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) کشمیر وجے کمار نے کہا تھا کہ سری نگر میں ایک انکاونٹر میں مارے گئے تین عسکریت پسندوں میں سے ایک 'فدائین' حملے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ اس کی شناخت عامر ریاضکھریو پلوامہ کے طور ہوئی ہے۔ پولیس نے بتایا کہ عامر کا تعلق انصارغزوۃ الہند سے تھا۔ اسے فدائین حملہ کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔ پولیس نے یہ بھی کہا تھا کہ عامر لیتھ پورہ جنگجو حملے کے ایک ملزم کا رشتہ دار تھا۔جن نوجوانوں کو دہشت گرد گروہ فدائین حملے کرنے کے لیے نشانہ بنا رہے ہیں وہ تربیت یافتہ عسکریت پسند نہیں ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ کی کوئی تربیت نہیں ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ماضی میں کسی تشدد آمیز واقعات یہ خودتشدد پسند ہونے کی تاریخ نہیں رکھتا ہے۔ آیا وہ خودکش حملے کو انجام دینے کا انتخاب کرتے ہیں اس کا انحصار انفرادی تربیت کی سطح پر ہوتا ہے۔ دہشت گردی کے تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ جس طرح سے ان نوجوانوں کی ذہن سازی کی جاتی ہے اور انہیں مقصدیت کا ذاتی احساس دلایا جاتا ہے تو اس طرح سے یہ نوجوانوں بعد میں فدائی بننے کے لئے آسان شکار بنتے ہیں۔

انٹیلی جنس ایجنسیوں کو معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کشمیر میں دو بڑی جرائم کی حکمت عملیوں پر کام کر رہاہے۔ ایک، تربیت یافتہ پاکستانی دہشت گردوں یا افغانستان میں جنگ کے بعد واپس

آنے والوں کے ساتھ ایل او سی پر کشیدگی برقرار رکھنا۔مقصد یہ ہے کہ تردیدی پہلو کو برقرار رکھا جائے ۔کیونکہ بھارت کے ساتھ سرحدی مہم جوئی میں شامل ہونا پاکستانی فوج کے لیے زیادہ خسارے کا سودا ہے۔ چونکہ بین الاقوامی برادری کی طرف سے اس کا نوٹس لیا جاتا ہے اور اس کی مذمت کی جاتی ہے اور دوسری جانب وردی پوشوں کی ہلاکتوں کا بھی سوال ہے۔ لہٰذا پاکستان کی حکمت عملی یہ ہے کہ وہ اعلیٰ تربیت یافتہ دہشت گردوں کو ہندوستانی افواج کے ساتھ لڑنے کے لئے مجبور کرے۔دوسرا، پاکستان کشمیری نوجوانوں کو فدائین کے طور پر تربیت دینا چاہتا ہے۔ ایک بار پھر، تردیدی پہلو سامنے آتا ہے ۔کیونکہ اگر سیکورٹی فورسز پر خودکش حملہ کرنے والے نوجوان کشمیری ہیں تو پاکستان اسے "مقامی مزاحمت" کا دعویٰ کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

امریکی محکمہ خارجہ نے شہریوں پرزور دیا کہ وہ جموں وکشمیر کا سفر نہ کریں۔

ہندوستان کے لیے اپنی ایڈوائزری میں، امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے امریکی شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ دہشت گردی اور شہری بدامنی کی وجہ سے جموں و کشمیر کا سفر نہ کریں، اور مسلح تصادم کے امکانات کے پیش نظر ہندوستان-پاکستان سرحد کے 10 کلومیٹر کے اندر بھی نہ جائیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان متوقع سرحدی کشیدگی کے حوالے سے امریکی انٹیلی جنس معلومات ہائی الرٹ پر ہیں۔ موجودہ انٹیلی جنس معلومات کے مطابق، پاکستان فروری 2021 میں بھارت کے ساتھ جنگ بندی کے اعلان کی پابندی نہیں کر سکتا۔ آنے والے ہفتوں میں سرحدیں گرم ہو سکتی ہیں۔ نیز، کشمیر میں مقامی نوجوانوں کی طرف سے اِکا دُکا فدائین حملوں کی توقع کی جاسکتی ہے۔

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہیے؟

آدم خور "جہادیوں" کا تازہ شکار

توصیف اور ابراھیم بے آسرا کنبے کے کفیل

ارسلان احمد

حیران ہوں دل کو روں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

شاید غالب نے ہمارے لئے ہی کہا تھا، یہ شعر میرے ساتھ آئی ہوئی ساتھی جرنلسٹ جب زاروقطار رونے لگی اس نے دوہرایا، اپنی پیشہ وارانہ ڈیوٹی کے دوران ہم اس پولیس والے کے گھر بٹہ مالو خبر کی تہہ تک جانے کے لئے گیے تھے۔ جس کو نامعلوم بندوق برداروں نے 8 نومبر شام ساڑھے سات بجے اپنے ہی گھر کے نزدیک گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔ شاید کوئی پتھر دل ہی ہوگا جس نے مرنے والے الطاف کی بیوہ، ماں اور چھوٹے چھوٹے دو بچوں کو ایک ڈھائی سال کا لڑکا اور 4 سال کی لڑکی کو آہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا ہو اور پھر اس کی آنکھ نم نہ ہوئی ہو۔

ڈھائی سالہ بچے کے ہاتھ میں شاید وہی لیز کا پیکٹ تھا، جب کے زین ٹیم ان کے گھر پہنچی، جو اس کو مرحوم باپ نے شام کے وقت خرید اتھا، مرحوم نے پورا دن سسرال میں گزارا تھا، گھر واپسی پر وہ دوبارہ باہر نزدیکی دکان پر لیز خریدنے گیا کیونکہ آتے وقت وہ بیٹے کیلئے کھانے کی کوئی چیز لانا بھول گیا تھا اگرچہ مرحوم کی اہلیہ نے یہ استدلال پیش کیا تھا کہ پورا دن گھر سے باہر رہنے کے بعد تھک کر کچھ وقت گھر پہ گزارا جائے تو اچھا ہی تھا۔ یاد رہے مرحوم الطاف پولیس بینڈ میں کام کر رہا تھا۔ صرف ایک ڈیڑھ مہینے پہلے وہ ٹریننگ مکمل کر کے گھر آیا تھا۔ قریبا 8 سال پہلے الطاف کی ماں اس وقت کے SSP سرینگر سے منت سماجت کر کے یا پھریوں کہیے پاوں پکڑ کے بیٹے کو SPO بھرتی کروایا تھا۔ الطاف کی ماں بھی نوجوانی میں ہی بیوہ ہو چکی تھی اس کا شوہر بھری جوانی میں اس سے داغ مفارقت دے کر دو بیٹیاں اور ایک بیٹا پسماندگان میں پیچھے چھوڑا کر چل بسا تھا۔ گھر گھر جاکر گھریلو کام کر کے انہوں بچوں کو پالا پوسا، الطاف کی ماں صرف ایک ہی رٹا کر رہی تھی کہ "میں تب تک دوا نہیں کھاوں گی جب تک الطاف نہیں آئے گا" اس کی انکھیں ہم سب سے سوال کرتی تھی کہ کون سی آزادی کی جنگ ہے۔ جو صرف غریبوں کا آسرا چھیننے کے لئے لڑی جا رہی ہے۔

وادی میں جاری اس
خون آشام جنگ کا ایندھن وہ لوگ کیوں
بن رہے ہیں جو اپنے کنبے کی کفالت کا بوجھ
کاندھوں پر اٹھائے صبح گھر سے نکلتے ہیں لیکن
شام ڈھلتے ڈھلتے ان کے جنازے ان کے آنگن
میں اترتے ہیں، دہشت پسند عناصر اس جنگ کو خوف
اور ہراس پیدا کرکے جیتنا چاہتے ہیں لیکن شاید وہ یہ بھول
بیٹھے ہیں کہ ہر فرعون کے پیچھے ایک موسی ہوتا ہے، وہ مظلموں کی آواز کو اور ایسے
لوگوں کو جو اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں ڈرا کر یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ جیت ان کی
ہوگی لیکن وقت آئے گا کہ انہیں منہ کی کھانے پڑے گی، لیکن اس وقت تک ہمیں
اس ماردھاڑ کا سامنا کرنا پڑے گا، وقت آگیا کہ ہے خالی مذمتی بیانوں اور سوشل
میڈیا پر اظہار افسوس کرنے کی بجائے ہم بحیثیت سماج وقت کے تاتاریوں اور
چنگیزوں کے خلاف متحد ہوکر ان سے بھڑ جائیں یہ عناصر جو دوستی کی آڑ
میں ہماری آنے والی نسلوں کی جڑیں کاٹ رہیں ان کے خلاف پلٹ وار
کریں تاکہ آئندہ کوئی ناپاک چشم چیل ہمارے بچوں کو ہم سے چھیننے کی
جرات بھی نہ کرسکے

تعزیتی مجلس میں شامل ایک عزادار نے ہمارے نمایندے کو بتایا
کہ توصیف انتہائی شریف النفس اور کم گو نوجوان تھا کم عمری میں بیوہ
ماں کی خدمت میں دن رات ایک کئے اب جب ماں نے تھوڑا بہت
سکھ کا سانس لیا تھا تو ظالموں کو اس کنبے کی خوش حالی ایک آنکھ نہ
بھائی اور آج ایک بار پھر بیوہ ماں سے اس کے بڑھاپے کا سہارا، بچوں
سے ان کا باپ جنہیں یہ فہم بھی نہیں کہ ان کا کیا چھن گیا، اور ایک
جواں سال بیوی سے اس کا سرتاج چھین کر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جہاد کررہے
ہیں، کوئی مجھے بتائے کہ یہ کیسا جہاد ہے کس کے لئے ہے اور کن کے خلاف
، یہ کہتے ہوئے مذکورہ عزادار آبدیدہ ہوگیا اور ہم بھی بوجھل
قدموں اور دکھی دل سے وہاں سے نکل آئے اسی سوچ
کے ساتھ کہ یہ جہاد ہے یا پھر۔

آئے تھے پنڈت کیلئے لیکن مارا گیا مسلمان

ابھی ہم الطاف کی ہلاکت پر سوگوار تھے کہ 9نومبر کی شام کو دہشت گردانہ حملے کے ایک انتہائی المناک واقعے میں، پاکستان کی حمایت یافتہ عسکریت پسندوں نے ایک اور کشمیری نوجوان سیلزمین ابراہیم خان کو قتل کر دیا، جو سری نگر کے مرکز میں سندیپ ماوا کی دکان پر کام کرتا تھا۔ سندیپ ماوا ایک کشمیری پنڈت تاجر روشن لال ماوا کا بیٹا ہے، جس نے 1990 کی دہائی میں کشمیری پنڈت برادری کے جبری اخراج کے دوران وادی کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ کچھ سال پہلے کشمیر واپس آیا اور مقامی کشمیری مسلم کمیونٹی کے گرمجوشی سے ردعمل کے بعد شہر کے مرکز میں اپنی دکان دوبارہ شروع کی، جنھوں نے اپنے ساتھی کشمیری پنڈت بھائی کی واپسی پر اس وقت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔
عسکریت پسند دراصل سندیپ ماوا کو مارنے کے لیے آئے تھے، لیکن اسے پولیس نے بروقت اطلاع دے دی، جسے اس طرح کے حملے کی پیشگی اطلاع تھی اور اس لیے سندیپ پہلے ہی دکان سے نکل گیا تھا۔ غلط شناخت کے معاملے میں، دہشت گردوں نے سندیپ ماوا کی دکان کے سیلز مین ابراہیم خان کو سندیپ سمجھ کر قتل کر دیا۔

یہ واقعی بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان کی بدمعاش اور دہشت گردی کی حمایت کرنے والی قوم جو جاگیردارانہ سوچ رکھنے والے اعلیٰ ذات کے پنجابی مسلمانوں کے قبضے میں ہے نے وادی کشمیر کو خود پاکستان کا عکس بنا دیا ہے۔ کس نے سوچا ہوگا کہ کشمیر ایک دن دیکھے گا جب پاکستان کے حمایت یافتہ عسکریت پسند صرف ہندو عقیدے کی وجہ سے ایک کشمیری کو مارنے کے درپے ہوں گے۔ یہ وادی کشمیر اور اس کے لوگوں کے لیے ایک بہت بڑا زوال ہے، جو کشمیر کو رشیوں اور صوفی سنتوں کی سرزمین کہنے میں بہت فخر محسوس کرتے ہیں۔

ماوا کے ہمسائے میں ایک دکاندار کا کہنا تھا کہ "جب روشن لال ماوا واپس آیا اور اپنی دکان دوبارہ کھولی تو میں ان کشمیری مسلمانوں میں شامل تھا، جو اس کی دکان پر گئے اور وادی کشمیر میں اس کا استقبال کیا، یہ کہا کہ کشمیر اتنا ہی کشمیری پنڈتوں کا ہے جتنا کشمیری مسلمانوں کا ہے۔ تب سے میں نے ماوا خاندان کے ساتھ ذاتی تعلق استوار کیا ہے اور کشمیر کو آہستہ a آہستہ کشمیری پنڈت اور کشمیری ہندو اتحاد اور بھائی چارے کے اچھے پرانے پرامن دنوں کی طرف لوٹتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوتی تھی، جسے اکثر کشمیریت کی روح کے طور پر مانا جاتا ہے۔ بے گناہ شہری ابراہیم خان کا قتل پاکستان کے حمایت یافتہ عسکریت پسندوں کے ذریعہ وادی کشمیر میں کام کرنے والے غیر مسلموں اور غیر کشمیری مزدوروں کی ہلاکتوں کے بعد سامنے آیا۔

کشمیر میں دہشت گردی کی شکست کیلئے

مضبوط سول سوسائٹی کی ضرورت

اقبال احمد

پونچھ میں حال ہی میں اختتام پذیر جنگجو مخالف آپریشن فوج کے لئے فائدہ مند نہیں رہااور پہلی جیسی صورتحال کو واپس ڈگر پر لانے میں وقت لگے گا۔ اس کے ساتھ یہ واقعہ کشمیر میں دہشت گردی کو برقرار رکھنے میں پاکستانی مرکزیت کی تصدیق کرتا ہے۔

رواں برس فروری میں، ہندوستان اور پاکستان نے ایل او سی کے ساتھ 2003 کے جنگ بندی معاہدے کے لیے اپنے عزم کا اعادہ دہرایا۔ دونوں ممالک نے امن اور استحکام کے لیے خطرہ بننے والے ”اہم مسائل کو حل کرنے پر بھی اتفاق کیا تھا۔ اب یہ بات عیاں ہے کہ پاکستان جنگ بندی کے معاہدے سے صرف وقت خرید رہا تھا تاکہ اپنے مغربی اور مشرقی اطراف میں فوجی مصروفیت سے بچ سکے۔ فروری میں پاکستان کی توجہ افغانستان کے ساتھ تھی۔

افغانستان میں توقع سے جلد طالبان کے اقتدار میں واپسی کے بعد سے پاکستان کشمیر میں دہشت گردی کی حمایت کے معاملے میں ماضی کی نہج پرلوٹ آیاہےاور اس کے لئے دراندازی اور ہتھیار بھیجنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ماضی کے تجربوں کی روشنی میں دیکھیں تو آنے والے سرما سے قبل جب دراندازی کے راستے مسدود ہوتے ہیں پاکستان دہشت پسندوں کو کشمیر کے اندر دھکیلنے کی سرتوڑ کوشش کرے گا۔

واضح رہے کہ پاکستان کشمیر میں دہشت گردی کے نظام کو کافی احتیاط سے پروان چڑھا رہا ہے ایک، پاکستان کے تربیت یافتہ دہشت گرد اور ہتھیاروں کی مسلسل فراہمی۔ دوسرا، اوور گراؤنڈ ورکرز اور پاکستانی پراکسیوں کا نیٹ ورک، جو دہشت گردی کے ماحولیاتی نظام کو آکسیجن فراہم کرتا ہے ان کی دیکھ بھال، چونکہ مقامی دہشت گرد نیٹ ورک عسکریت پسندوں اور پاکستان سے ملنے والے ہتھیاروں کی نقل و حرکت کو برقرار رکھتے ہیں۔ کشمیر کے متعصب نوجوانوں کا ایک حصہ دہشت گردی کے کیمپوں میں داخل ہو رہا ہے، جو متنوع سماجی و اقتصادی عوامل سے متاثر ہے۔ یہ نوجوان ہتھیاروں کو سنبھالنے یا گوریلا جنگ میں قائم رہنے کے معاملے میں مکمل طور پر غیر تربیت یافتہ ہیں۔ وہ پاکستان کے پروپیگنڈے کی وجہ سے جہادی ذہنیت کے ساتھ عسکریت پسندی کو اپناتے ہیں۔ ہتھیاروں سے نمٹنے اور اپنی بقا کے لیے، وہ پاکستان سے بھیجے گئے تربیت یافتہ دہشت گردوں یا گوگل سرچ

کشمیر میں دہشت گردی کی حمایت کے معاملے میں پاکستان پرانی نہج پر لوٹ آیا ہے۔ دراندازی اور ہتھیار بھیجنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ماضی کے تجربوں کی روشنی میں دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان دراندازی کی کوششوں کو تیز کردے گا اس سے پہلے کہ شدید برف باری راستے مسدود کردے

پر انحصار کرتے ہیں۔

دہشت گردوں کے خلاف دوبارہ شروع ہونے والی حکومتی کارروائی کے ساتھ، کشمیر میں مقامی عسکریت پسند نچلی سطح پر آگئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ دباو تربیت یافتہ پاکستانی دہشت گردوں کو وادی میں کسی بھی دہشت گردی کا مرکز بناتا ہے۔ حالیہ اطلاعات کے مطابق سیکورٹی فورسز نے وادی کشمیر میں سرگرم 38 پاکستانی دہشت گردوں کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں لشکر طیبہ (LeT) کے 27 اور جیش محمد (JeM) کے 11 جنگجو شامل ہیں۔ یہ تمام سیکورٹی فورسز کے ریڈار پر ہیں اور جلد ہی انہیں اپنے انجام تک پہنچایا جائے گا۔

رحد پر ہونے والی تمام دراندازی اب زیادہ سے زیادہ گولہ باری پر منحصر ہے۔ پاکستان سردیوں کے مہینوں میں دہشت گردی کو برقرار رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ ہتھیار کشمیر بھیجنے کی کوشش کررہا ہے۔ پاکستان نے گزشتہ چند مہینوں کو کنٹرول لائن کے اپنے اطراف میں اپنے اڈے بنانے اور مضبوط کرنے کے لیے استعمال کیا ہے ہمسایہ ملک کے دوغلے پن پر واپس آنے سے، لائن آف کنٹرول دوبارہ فعال ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب ایک قوم دوسری قوم میں دہشت گردی کو دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہے تو کسی بھی وقت کچھ بھی غلط ہو سکتا ہے۔

فوج اور سیکیورٹی اداروں کو ایک لائن آف کنٹرول پر مضبوط حفاظتی گرڈ پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی، اور پاکستانی پراکسیوں کے سپورٹ سسٹم کو نشانہ بنانا ہوگا۔ دہشت گردی کے نیٹ ورکس کو ختم کرنے کے لیے، بالائے زمین کارکنوں کو نشانہ بنانا ضروری ہے۔ چونکہ ان میں سے بہت سے لوگ قانون کے ساتھ لکاچھپی کھیل رہے ہیں، اس لیے انہیں پکڑنا زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ ٹارگٹ واضح نہیں ہیں اس بنا پر انٹیلی جنس ایجنسیوں کو مشکلات درپیش ہیں۔

مرکز کو کشمیر پر پاکستان کے دوغلے پن کے احساس کو مزید گہرا کرنے پر کام کرنا ہوگا۔ اگرچہ اس محاذ پر کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن کشمیر پر پاکستانی پروپیگنڈا بین الاقوامی سطح پر کچھ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ پاکستانی عوام کے لیے بھی بدستور افیون بنی ہوئی ہے، تاکہ ان کی توجہ حکومت کی گھریلو ناکامیوں سے ہٹائی جا سکے۔ کشمیر کے اندر، جبر اور اس کا پاکستانی پروپیگنڈہ اپنی اہمیت کھو رہا ہے۔ اب صرف ایک بہت چھوٹا حلقہ ہے جو اس جھوٹ کو خریدار ہے۔

کشمیر کے نوجوانوں کا ایک حصہ دہشت گردوں کا گرویدہ بنا پھر رہا ہے، جو ہتھیاروں کو سنبھالنے میں مکمل طور پر غیر تربیت یافتہ ہے۔
ہتھیاروں سے نمٹنے اور گوریلا جنگ میں بقا کے لیے، وہ پاکستان سے بھیجے گئے تربیت یافتہ دہشت گردوں یا گوگل سرچ پر انحصار کرتے ہیں

باھر نکلنے کا راستہ

- ایل او سی پر بہتر انتظام
- عسکریت پسندوں کو تلاش کرنے، گرفتار کرنے اور انہیں بے اثر کرنے کے لیے بہتر انٹیلی جنس معلومات
- بالائے زمین کارکنوں کو گرفتار کرنے، ان کے نیٹ ورک کو توڑنے کے لیے بہتر انٹیلی جنس معلومات
- بہتر حفاظتی قانون نافذ کرنے والے اقدامات
- کشمیر میں تشدد کو روکنے کے لیے سول سوسائٹی کے مضبوط اقدامات

کشمیر پر پاکستان کے جھوٹ کو پوری طرح بے نقاب کرنے کے لیے ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بیانیے کی تعمیر کے لیے حکومت کے اقدامات قابل قدر ہیں۔ سول سوسائٹی کی طرف سے، ردعمل کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ دہشت گردی کے خلاف مقامی پش بیک مشکل ہے لیکن اس کی اشد ضرورت ہے۔ یہ بات قابل فہم ہے

کہ دہشت گردی کے درمیان رہنے والوں کے لیے کوئی بھی آواز اٹھانا یا مزاحمت کرنا مشکل ہے۔ تنازعات والے علاقے میں عام لوگوں کو صفر تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف بولنا ان کے لیے کوئی آپشن نہیں ہے۔ اس کے لیے بہت زیادہ خرچہ آتا ہے، لیکن خاموش رہنے کی بھی بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

کشمیری زندگی تب ہی معمول پر آئے گی جب تشدد بند ہوگا۔ جیسے کہ کچھ تبدیلیاں واقع ہورہی ہیں ، ہم اس کے تسلسل کی توقع کر سکتے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے۔ عسکریت پسند اقلیتوں اور مہاجر مزدوروں جیسے مزید نرم اہداف کو نشانہ بنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ہمیں مزید کشمیریوں کی ضرورت ہے جو تشدد کو مسترد کرنے کے لیے آواز اٹھائیں اور جو امن کے لیے بات کریں۔

سول سوسائٹی کی بڑی اکثریت عسکریت پسندوں کے ہاتھوں ہلاکتوں کی حمایت نہیں کرتی۔ لیکن ساتھ ہی سول سوسائٹی کا یہ نرم رویہ دہشت گرد کو روکنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ ہم نے ابھی تک حتمی لکیر کو عبور نہیں کیا ہے جہاں کسی بھی قسم کے تشدد کے لئے سماج میں کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ جس وقت دہشت گرد محسوس کرے گا کہ لوگ اس کے خلاف ہو گئے ہیں، وہ کافی حد تک ناکام ہو جائے گا۔ اور اس پیمانے پر ہم ابھی تک پورا نہیں اترتے ابھی بھی کشمیریوں کی ایک اکثریت ایسے قتل کو قبول کرتی ہے جن کا ہدف عام اور معصوم لوگ ہوں۔ ملوث کون ہے، اس قتل سے کیا ہوگا۔ ہاں ایسی ہلاکتوں سے تکلیف ہوتی ہے لیکن ان کے پاس خاموش تماشائی بننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ وہ سماجی رائے ہے جو آخر کار دہشت گرد تک پہنچتی ہے کہ معاشرہ کسی نہ کسی طرح نرم اہداف کے قتل کو قبول کرتا ہے۔

تاہم کار حیات کے تمام رنگ سرمئ نہیں بلکہ انہیں صاف شفاف اور غیر جانبداری سے دیکھنا چاہیئے ۔ اگرایسی ہلاکتوں کو روکنے کے لیے سخت حفاظتی چیکنگ کو جابرانہ طور پر دیکھا جاتا ہے، تو شاید اس سے عسکریت پسندوں کو وہاں آسانی سے کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے جہاں پر انہیں لگے کہ نرم روی ہے اور ہم آسانی کے ساتھ اپنے ہدف تک پہنچ سکتے ہیں۔

جب تک سول سوسائٹی کی طرف سے مضبوط ردعمل سامنے نہیں آتا، وادی کی سڑکیں اور گلی کوچے لہو میں تر بتر رہیں گے اور یہ خون کشمیریوں کا ہی ہوگا۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ دہشت گردی سے ہماری زندگی کو کوئی خطرہ نہیں تو ہم دیوانے کا خواب دیکھ رہے ہیں ۔ جس معاشرے میں قتل و غارت کو قبولیت کا درجہ ملا ہو وہاں زندگی ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔

اگر ہم یہ سوچیں کہ میں سلامت ہوں بس میرے سامنے والے کو خطرہ ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ میری باری کب آئی گی ۔ ہم جانبی نقصان کوئی آپشن نہیں کیونکہ جب تشدد بڑھتا ہے تو سب کو درپیش خطرات کی سطح بھی بڑھ جاتی ہے۔

فی الحال، عسکریت پسند اور ان کے آقا دباؤ محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام آبادی کو نچلی سطح کے خطرے کا سامنا ہے۔ جس لمحے تک عسکریت پسند اور ان کے آقا دباؤ محسوس نہیں کریں گے، عام لوگوں کے لیے خطرہ بدستور بڑھتا جائے گا۔

LOG INTO KASHMIR @

kzine.in

PICTURE CREDIT:- DAILY TIMES

Your window to news, views, exposes, scoops and exclusive features that bring to you

THE REAL KASHMIR

بے لاگ تبصروں پہ مبنی کشمیر کا واحد جریدہ

ہفتہ وار